

107124 - صرف جمعہ کا روزہ رکھنے کی ممانعت میں حکمت

سوال

کیا اسلام میں اکیلا صرف ایک دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں، اور یہ ضروری ہے کہ یہودیوں کی مخالفت کرتے ہوئے کم از کم دو دن کا روزہ رکھا جائے، کیونکہ یہودی ایک دن کا روزہ رکھتے ہیں، میرے رائے کے مطابق یہ علت صحیح نہیں آپ اس سلسلہ میں کیا کہتے ہیں؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

صرف ایک دن کا روزہ رکھنا جائز ہے، لیکن اگر یہ صرف جمعہ یا صرف ہفتہ یا پھر دس محرم کا ہو تو پھر مستحب یہ ہے کہ اس کے ایک دن قبل یا ایک دن بعد روزہ رکھا جائے۔

لیکن اتوار یا سوموار یا منگل یا بدھ یا جمعرات کا اکیلا روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا تو سنت ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"تم میں سے کوئی بھی جمعہ کا روزہ مت رکھے، الا یہ کہ اس سے پہلے دن یا بعد والے دن بھی روزہ رکھے، یا پھر وہ اس دن کے اس کی روزہ رکھنے کی عادت کے موافق آ جائے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1985) صحیح مسلم حدیث نمبر (1144).

مسلم شریف کی روایت میں ہے:

"ایام میں جمعہ کے دن روزہ رکھنے کو خاص مت کرو"

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ان احادیث میں جمہور اصحاب شافعی اور ان کے موافقین کے قول کی ظاہر دلالت پائی جاتی ہے کہ: صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے، لیکن اگر کسی کی عادت کے موافق آ جائے تو وہ رکھ لے، اور اگر وہ جمعہ سے

پہلے یا بعد والے دن کا روزہ ساتھ ملا لے تو صحیح ہے، یا پھر اس کی عادت کے موافق ہو جائے، کہ اس نے نذر مانی کہ جس دن اسے شفا یابی حاصل ہوگی وہ اس دن کا مستقل طور پر روزہ رکھے گا، تو اسے جمعہ کے دن شفا یابی حاصل ہوئی تو ان احادیث کی بنا پر مکروہ نہیں ہوگا۔

علماء کرام کا کہنا ہے کہ:

اس سے منع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ: جمعہ کا دن ذکر اور دعا اور عبادت کا دن ہے، کہ اس دن غسل کرنا اور نماز جمعہ کے لیے جلد جانا اور نماز جمعہ کا انتظار کرنا اور خطبہ جمع سننا اور جمعہ کے بعد کثرت سے ذکر کرنا، اس کے علاوہ دوسری عبادت کی بنا پر جو اس دن سرانجام دی جاتی ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کی یاد کرو۔

اس لیے اس دن روزہ نہ رکھنا مستحب قرار دیا گیا ہے تا کہ عبادت میں ممد و معاون ثابت ہو سکے، اور آدمی نشیط ہو کر یہ عبادت سرانجام دے، اور بغیر کسی تنگی و ملل کے عبادت کا سرور و لذت حاصل کر سکے۔

یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے یوم عرفہ میں حاجی حضرات کو روزہ رکھنے کی ممانعت ہے کیونکہ اس کے حق میں سنت یہی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے جیسا کہ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے بیان ہو چکا ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ: اگر واقعی ایسا ہوتا تو جمعہ سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ ساتھ ملانے سے یہ نہیں اور کراہت زائل نہ ہوتی کیونکہ یہ معنی تو باقی رہتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: جمعہ سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ ساتھ ملا لینے کی بنا پر وہ کمی دور ہو جاتی ہے جو کمی روزے کی حالت میں و ضائف میں کمی رہی تھی، جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت میں جو حکمت ہے اس کے بارہ بھی معتمد ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ: صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے اس خوف کی بنا پر منع کیا گیا ہے کہ کہیں اس کی تعظیم میں مبالغہ نہ کر لیا جائے، کہ جس طرح یہودی ہفتہ کے دن کے بارہ میں فتنہ کا شکار ہو گئے اسی طرح مسلمان بھی جمعہ کے دن کے بارہ میں فتنہ کا شکار نہ ہو جائیں۔

لیکن یہ احتمال کمزور اور ضعیف ہے، کیونکہ جمعہ کی نماز وغیرہ دوسرے اعمال پائے جاتے ہیں اور اس کی تعظیم کے بارہ میں بھی روایات ہیں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ: سبب یہ ہے کہ کہیں لوگ اس کے وجوب کا اعتقاد نہ رکھنے لگیں، لیکن یہ بھی کمزور ہے اس کی سوموار کے روزے سے تنقیض ہو جاتی ہے، کیونکہ سوموار کا روزہ رکھنا مندوب ہے اور اس دور کے احتمال کی طرف التفات نہیں کیا جائیگا۔

اسی طرح یوم عرفہ اور یوم عاشوراء کے روزے کے ساتھ اس لیے صحیح یہی ہے جو ہم اوپر پیش کر چکے ہیں " واللہ اعلم. انتہی

رہا صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ: جب انسان روزہ رکھتا ہے تو وہ کام سے کمزور ہو جاتا ہے اور کچھ کام چھوڑ دیتا ہے جو کیا کرتا تھا، تو اس طرح یہ یہودیوں کے مشابہ ہو جائیگا جو ہفتہ کے دن کے اعمال چھوڑ دیا کرتے تھے، اس کی تفصیل سوال نمبر (106500) کے جواب میں گزر چکی ہے اس کا مطالعہ کریں۔

اور رہا عاشوراء کے بارہ میں تو صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

" جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اپنے صحابہ کرام کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا:

اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: اس دن کی تو یہودی اور عیسائی تعظیم کرتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" آئندہ برس ہم ان شاء اللہ نو تاریخ کا روزہ رکھیں گے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1134) .

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" اگر میں آئندہ برس زندہ رہا تو میں نو تاریخ کا روزہ رکھوں گا "

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ: دس محرم کے ساتھ نو محرم کا روزہ رکھنے کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ صرف دس محرم کا روزہ رکھنے میں یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے، حدیث میں بھی اسی طرح اشارہ ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ: عاشوراء کا روزہ حاصل ہونے میں احتیاط کے لیے، لیکن پہلا قول ہی بہتر ہے، واللہ اعلم

" انتہی

آپ کے لیے واضح ہو گیا ہے کہ حکمت اور علت کی تعیین ایک ایسا امر ہے جس میں علماء اجتہاد کرتے ہیں، اور آپ نے دیکھا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی حکمت میں جو قول کہے گئے ہیں انہیں کس قدر سے غلط کہا ہے۔

اس لیے مسلمان پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ شرعی حکم کو تسلیم کرے اور سرخم تسلیم کر دے، چاہے اسے اس حکم کی علت و حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو قبول کرتے ہوئے اپنے اوپر نافذ کرنا چاہیے؛ جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی بھی مومن مرد اور مومن عورت کے لیے اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا تو وہ واضح گمراہ ہو گیا الاحزاب (36)۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ایسے عمل کرنے کی توفیق دے جنہیں وہ پسند فرماتا اور جن سے راضی ہوتا ہے۔

واللہ اعلم